نظامِ مصطفیٰ کی تکمیل، اتمام توحید اور اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلے میں جب کبھی ہم نے کوئی کوشش کی ہے، انہی لوگوں نے ہمیشہ ہمارے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ اگر اس ذہن کے حضرات مخالفت نہ کرتے تو حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہوتے اور آج نئے سرے سے ہمیں محنت شروع کرنا پڑتی۔ کاش! اب ہی ہوش کریں!

۲۔ وضو کے بغیر تلاوت کرنا اور قرآن کو ہاتھ لگانا

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

وضو کے بغیر قرآن پڑھنا اور اسے ہاتھ لگانا کیسا ہے، جائز یا نہ؟

الجواب

زبانی تلاوت: وضو ہو تو افضل اور بہتر ہے کیونکہ قرآن ایک معنوی نور ہے (قد جاءکم من اللہ نور وکتٰب مبین) اور حدث (بے وضو ہونا) ایک معنوی کثافت ہے، اس لیے مناسب یہی ہے کہ قاری اور قرآن میں کچھ مناسبت ہونی چاہیے، طہارت جہاں ظاہری پاکیزگی کی ایک شکل ہے وہاں ایک باطنی جلا، روشنی اور نور بھی ہے، جو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھا جا سکے گا۔

فانھم یاتون غرا محجلین من الوضوء (ابن ماجہ) وفی روایۃ: ان امتی یاتون یوم القیمۃ غرا محجلین من آثار الوضوء (بخاری ومسلم)

اس طبعی مناسبت کے علاوہ ایک نفسیاتی داعیہ بھی ہے کہ جو قرآن حکیم سے انس رکھتا ہے، اس کا جی بھی یہی چاہتا ہے کہ پاک صاف ہو کر اس کو زبان پر لائے۔ لیکن ان قدرتی دواعی کے باوجود زبانی تلاوت کے لیے "وضو" کی خواہش اور آرزو کے ہوتے بھی اس کی قید ضروری نہیں قرار دی گئی، کیونکہ جن کو قرآن سے تعلق خاطر ہے اور جو آناءَ اللیلِ واٰناءَ النھارِ اس کی تلاوت سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لیے اس کی پابندی تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے اور وہ اس کی وجہ سے "خیر کثیر" کے اکتساب سے محروم ہو سکتے ہیں۔

واحتج بان القراءۃ مطلوبۃ والاستکثار منھا مطلوب والحدث یکثر فلو کرہت لفات خیر کثیر (فتح الباری ج۱ ص۲۴۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آدھی رات کو نیند سے اٹھ کر وضو سے پہلے، سورہ آلِ عمران

کی دس آیات تلاوت فرمائیں۔

استیقظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجلس یمسح النوم عن وجہہ بیدہ ثم قرأ العشر الآیات الخواتم من سورۃ آل عمران ثم قام الی شن معلقۃ فتوضأ منہا فاحسن وضوءہ ثم قام یصلی (بخاری باب قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیرہ ج۱ ص۳۰)

بعض ائمہ کا یہ کہنا کہ حضور کی نیند ناقضِ وضو نہیں اس لیے یہاں بے وضو کی بات نہیں ہو سکتی، محلِ نظر ہے، نیند نہ سہی تاہم یہ بات بعید نہیں کہ ان اوقات میں وضو کے منافی کوئی بات ہو گئی ہو، جیسا کہ عموماً ہو جاتا ہے۔ نیند کا آپ کے لیے ناقضِ وضو نہ ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ اگر ناقضِ وضو کوئی بات ہو جائے تو نیند کے باوجود حضور کو اس کا پتہ چل جاتا ہے۔

ولا یلزم من کون نومہ لا ینقض وضوءہ ان لا یقع منہ حدث وھو نائم نعم خصوصیۃ انہ ان وقع شعر بہ بخلاف غیرہ (فتح الباری ج۱ ص۱۴۴)

نیند کے علاوہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو کے بغیر قرآن کی آیات تلاوت فرمائی تھیں، آپ نے پیشاب کیا اور وضو سے پہلے کچھ آیات کی تلاوت کی۔

ابو سلام: حدثنی من رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بال ثم تلا آیات من القرآن قبل ان یمس ماءً رواہ احمد بن منیع (واحمد قال الھیثمی: والبوصیری: رجالہ ثقات المطالب العالیۃ ج۱ ص۲۸ بزوائد المسانید الثمانیۃ مع التعلیق علیہ)

بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعامل بھی یہی رہا ہے۔ مثلاً حضرت عمر بن الخطاب، ابن عمر، ابن عباس، ابن مسعود، سلمان فارسی، ابو ہریرہ وابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خرج عمر من الخلاء فقرأ آیۃ من کتاب اللہ فقیل لہ أتقرأ ولم تحدث؟ قال، فیقرأ ذلک مسیلمۃ (مصنف عبد الرزاق ج۱ ص۳۳۹ وابن ابی شیبۃ ج۱ ص۱۰۳)

عن سعید بن جبیر قال سمعت ابن عمر وابن عباس قالا: انا لنقرأ اجزائنا من القرآن بعد الحدث ما نمس ماء (عبد الرزاق ج۱ ص۳۳۸)

وفی روایۃ: کانا یقرآن اجزائھما من القرآن بعد ما یخرجان من الخلاء قبل ان یتوضأ (ابن ابی شیبۃ ج۱ ص۱۰۳)

عن عبد اللہ انہ کان معہ رجل فبال ثم جاء فقال لہ ابن مسعود اقرئہ (ابن ابی شیبۃ ج۱ ص۱۰۴)

عن علقمة والاسود: ان سلمان قرأ علیهما بعد الحدث (ابن ابی شیبة ص۱۰۳ ج۱)

وفی روایة: دخلنا علی سلمان فقرأ علینا آیات من القرآن وهو علی غیر وضوء۔ (عبد الرزاق ص۳۴۴ ج۱)

حضرت سلمان نے فرمایا کہ: لا یمسه الا المطهرون سے مراد آسمان کے فرشتے ہیں، یعنی اس آیت کا تعلق ہم سے نہیں ہے۔

قال علقمة: اتینا سلمان الفارسی فخرج علینا من کنیف له فقلنا له لو توضأت یا ابا عبد الله! ثم قرأت علینا سورة کذا وکذا، فقال انما قال الله (فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ) وهو الذکر الذی فی السماء لا یمسه الا الملائکة، ثم قرأ علینا من القرآن ما شئنا (عبد الرزاق ص۳۴۱ ج۱)

عن معاویة بن قرة: ان ابا موسی الاشعری کان یقرأ علی غیر وضوء (ایضا ص۳۳۹ ج۱)

عن سعید بن المسیب ان ابا هریرة کان یخرج من المخرج ثم یقرأ السورة (ابن ابی شیبة ص۱۰۳ ج۱)

ہاں اگر انسان جنبی ہو تو پھر زبانی بھی وہ تلاوت نہیں کر سکتا۔

عن علی کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یحجزه من القرآن شیء لیس الجنابة (مسند احمد، ابو داؤد وغیره وفیه ابن سلمة ومداره علیه)

کہ حضور کو جنابت کے سوا قراءت سے اور کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔

عن علی قال:

رایت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم توضأ ثم قرأ شیئا من القرآن ثم قال هکذا لمن لیس بجنب فاما الجنب فلا ولا آیة اخرجه ابو یعلی وقال الهیثمی: رجاله موثقون (نیل ص۱۹۷ ج۱)

عن عبد الله بن رواحة: ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی ان یقرأ احدنا القرآن وهو جنب (رواه الدارقطنی وقال اسناده صالح ج۱ ص۴۴)

حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی موقوفاً یہی منقول ہے۔ گو ان روایات میں کلام کیا گیا ہے مگر جدا جدا کر کے، مجموعی لحاظ سے قابل احتجاج ہیں۔ حضرت امام ترمذی کا حضرت علیؓ والی روایت (لا یحجزه) کو "حسن صحیح" کہنا غالباً اسی نقطۂ نظر سے ہے، محدثین

نے تصریح کی ہے کہ تعدد طرق کے بعد علی الانفراد روایات کا ضعف مضر نہیں ہوتا۔

قال النووی: یعمل بالحدیث الضعیف اذا روی من طرق مفرداتها ضعیفة فانه یقوی بعضها بعضا ویصیر الحدیث حسنا ویحتج به (التحفة المرضیة)

بے وضو قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے۔ ہاں قرآن حکیم کو اگر چھونا ہو تو بے وضو نہیں چھونا چاہیے!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرو بن حزم انصاری کو جو مکتوب گرامی بھیجا تھا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ: وضو کے بغیر قرآن کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔

عن عبد الله بن ابی بکر بن حزم: ان فی الکتٰب الذی کتبه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لعمرو بن حزم ان لا یمس القرآن الا طاهر (رواه مالک ص۸۵ وعبد الرزاق ص۳۴۲ ج۱ والدارقطنی ص۴۵ ج۱)

اس روایت میں دو امور توجہ طلب ہیں، ایک یہ کہ بعض روایات میں "عن ابیه عن جده" آیا ہے۔ عن جده (دادا) سے مراد اگر محمد بن عمرو بن حزم ہے تو روایت مرسل بنتی ہے۔ اگر اس سے مراد عمرو بن حزم ہیں تو پھر متصل ثابت ہوتی ہے لیکن بعض روایت کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ عمرو بن حزم مراد ہیں۔

لکن قوله: کان فیما احد علیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقتضی انه عمرو بن حزم لانه الذی کتب له الکتٰب (زیلعی ص۱۹۹)

اور جن روایات میں عن ابیه عن جده کے بجائے صرف عن ابیه آیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہو جاتی ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ: عمرو بن حزم کے نام جو مکتوب گرامی ارسال کیا گیا تھا، راوی اس کا حوالہ تو دیتا ہے لیکن اس کی روایت نہیں کرتا یعنی یہ نہیں کہتا کہ مجھے عمرو بن حزم نے بتایا ہے کہ الخ۔

واحادیث عمرو بن حزم اختلف الناس فی وجوب العمل بها لانها مصحفة (بدایة المجتهد ص۴۲ ج۱)

محدثین کی زبان میں اسے "وجادہ" کہتے ہیں یعنی ایک شے ہے جو ملی ہے جس نے اس کو لکھا ہے، اگر راوی اس کے خط کو پہچانتا ہے اور خود بھی ثقہ ہے تو وہ اب یہ کہہ سکتا ہے کہ: مجھے یہ چیز ملی ہے، لیکن اس کے باوجود بہت سے ائمہ اس کو منقطع روایت (درمیان سے کڑی غائب) قرار دیتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں اس میں شائبہ اتصال کا بھی ہے۔